بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللهِ ، وَ اَلْحَمْدُ لله ، وَالْصَّلاَةُ وَالْسَّلاَمُ عَلَي رَسُوْلِ الله صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰي اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَّالَاه ـ أَمَّا بَعْدُ

03: دین کے چھ بنیادی اصول - دوسرا اصول

[دوسرا اصول: دین میں اجتماع برقرار رکھنا اور تفرقہ بازی سے بچنا]

الأصول الستة لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس چھوٹے اور پیارے سے اور جامع رسالے کی شرح کا درس جاری ہے، آج کی نشت میں دوسرے اصول پر بات کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أمر الله بالاجتماع في الدين ونهى عن التفرق فيه، فبين الله هذا بياناً شافيا تفهمه العوام" (اللہ تعالیٰ نے دین میں اجتماع کا حکم دیا اور تفرقے سے منع فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے اس کا اتنا کافی اور شافی بیان فرمایا ہے کہ جس سے عوام لوگ بھی با آسانی سمجھ سکیں) "ونهانا أن نكون كالذين تفرقوا واختلفوا قبلنا فهلكوا" (اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم ان لوگوں جیسے نہ بن جائیں جو ہم سے پہلے گزر چکے جنہوں نے تفرقہ کیا اختلاف کا شکار ہوئے اور ہلاک ہوئے) "وذكر أنه أمر المسلمين بالاجتماع"، "وذكر" (اور اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے اس کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے مسلمانوں کو) "بالاجتماع في الدين" (کہ دین میں وہ سارے کے سارے متحد ہو جائیں جمع ہو جائیں) "ونهاهم عن التفرق فيه" (اور ان کو منع فرمایا کہ وہ فرقوں فرقوں میں نہ بٹیں) "ويزيده وضوحاً" (اور اس کی مزید وضاحت) "ما وردت به السنة" (جو کچھ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا) "من العجب العجاب في ذلك" (جس میں بہت ہی زیادہ عجب اور حیران کن بات ہے (یعنی ایسی احادیث ہیں جو حیران کن ہیں اور سننے والوں کو تعجب میں ڈال دیتی ہیں)) "ثم صار الأمر إلى أن الإفتراق في أصول الدين"، "ثم صار الأمر" (پھر اس بات کے باوجود حالت یہ ہوگئی) "إلى أن الإفتراق في أصول الدين" (کہ اصول دین میں جو تفرقہ ہے) "وفروعه" (اور اس کے فروع میں) "هو العلم والفقه في الدين" (وہی اصل علم ہے اور وہی اصل فقہ ہے دین کی) "وصار الأمر بالاجتماع في الدين" (اور حالت یہ ہوگئی کہ دین میں اجتماع) "لا يقول به إلا زنديق أو مجنون" (اجتماع کی بات صرف زندیق یا پاگل ہی کر سکتے ہیں)۔

یہ اصل ہے اور اس اصول میں ایک ہی بنیادی بات ہے کہ اس امت کی وحدت فرض ہے ضروری ہے لازم ہے، امت میں اجتماع لازم ہے اس امت کی بقاء، اس امت کی کامیابی اس امت کی عزت اس امت کا غلبہ اس کے اجتماع میں ہے، جب تک امت متحد ہے مجتمع ہے تو خیر ہی خیر ہے لیکن جب یہ امت متفرق ہو جائے گی پھر شر ہر طرف سے اس امت کو گھیر لے گا۔ لیکن یہ اتفاق کیا ہوتا ہے، کس بنیاد پر اتفاق ہونا چاہیے، تفرقہ کیا ہوتا ہے، اور تفرقہ کی اصل بنیاد کیا ہے، کن مسائل میں اختلاف کی گنجائش ہے، کن مسائل میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہے اس پر بات کرتے ہیں تفصیل سے لیکن ایک بات بنیادی سمجھ لیں اچھے طریقے سے کہ جب اتحاد کی بات کرتے ہیں، وحدت امت کی بات کرتے ہیں، اجتماع کی

بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے حق پر اجتماع کرنا حق پر مجتمع ہونا اور حق کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں ان سے دوری اختیار کرنا۔ جو لوگ حق پر متحد ہونا چاہتے ہیں ہمارے ساتھ تو الحمد للہ، جو حق کو چھوڑنا چاہتے ہیں اور اپنا ان کے پاس جو علم ہے جو ان کے پاس جو راستہ ہے جس کو وہ بہتر سمجھتے ہیں وہ اس پر اگر خوش ہیں تو وہ جانیں اور ان کا وہ راستہ جانے اور ان کا ربّ جانے۔ اگر باطل والا اپنا باطل کو نہیں چھوڑ سکتا تو حق والا اپنے حق کو کیسے چھوڑ سکتا ہے؟!

یہ جو نعرہ آج کل ہم سنتے ہیں ''جس چیز پر ہمارا اتفاق ہے اس پر جمع ہو جاتے ہیں اور جس چیز پر ہمارا اختلاف ہے اس کو ابھی درگزر کر دیتے ہیں وقت آنے پر اس پر بات چیت ہو سکتی ہے''۔ نہیں! (اس کی تفصیل آگے بیان کروں گا میں) آج امت میں جو اختلاف ہے کس بنیاد پر ہے؟ میرے بھائی آج امت میں جو اختلاف ہے وہ عقیدے کے اصول میں ہے، کلمہ توحید میں ہے، توحید کی قسموں میں ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء و الصفات کے باب میں توحید عبادت کے باب میں اختلاف ہے ہمارا، ہمارے اختلاف کا تعلق اللہ تعالی کی ذات سے ہے، اس دین کی بنیاد سے ہے تو پھر کیسے پس، پشت ڈال سکتے ہیں ہم؟! تو آیئے دیکھتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان عبارات کو چند جملے ہیں لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان چند جملوں میں بڑا پیارا اور زبردست پیغام بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اتفاق کا اور ہمیں منع فرمایا ہے فرقوں میں بٹنے سے، قرآن مجید کی آیت پر ہم اگر غور کرتے ہیں تو ہمیں تین قسم کی آیات نظر آتیں ہیں اس تعلق سے:

(۱) اجتماع کا حکم۔ (۲) تفرقہ سے منع کرنا۔ (۳) اگر اختلاف اگر ہو جائے تو پھر کرنا کیا ہے اس کا حل کیا ہے۔

اب دیکھیں مثال دیکھیں، اتفاق کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتے ہیں:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا﴾ (آل عمران:103)

﴿اعْتَصِمُوا﴾ فعل امر ہے ﴿بِحَبْلِ اللهِ﴾ (اللہ تعالیٰ کی رسی کو) ﴿جَمِيعًا﴾ (سب مل کر)۔

اعتصام مضبوطی سے پکڑنے کو کہتے ہیں، یہ حکم ہے اجتماع کا، اتحاد کا۔ ایک ساتھ مل کر (دیکھیں ہم ملے کس چیز پر ملے وہ کون سی چیز ہے جو ہماری بنیاد ہے ملنے کی؟) دیکھیں ﴿بِحَبْلِ اللهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی رسی، اللہ تعالیٰ کی وحی ہے '' قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جو اس پر متفق نہیں ہو سکتے وہ کبھی بھی متفق نہیں ہو سکتے۔ دیکھیں اس میں دو مختلف رائے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہی ہمارے دین کی بنیاد ہے جو ان دونوں پر متفق نہیں ہو سکتے پھر کس چیز پر متفق ہو سکتے ہیں؟! تو ہاں! اصل بنیاد ہے قرآن اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر اس کی تاکید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (اور فرقے فرقے میں نہ بٹ جاؤ)۔

اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: 105) (اور تم ایسے نہ بنو جیسے کہ وہ لوگ جنھوں نے تفرقہ کیا)

﴿وَاخْتَلَفُوْا﴾(اور اختلاف کیا)﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ﴾(اس کے بعد کہ ان کو بینات اور واضح آیات بیان کی گئیں)﴿وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾(اور ان ہی کے لیے عذابِ عظیم ہے)۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾(الانفال:46)(تم نزاع میں نہ پڑو، جب تم متفرق ہو جاؤ گے اس نزاع اور جھگڑے کی وجہ سے تو تم ناکام ہو جاؤ گے)﴿وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾(اور تمہاری بُو تک نہ باقی رہے گی)۔ دیکھیں وجود دور کی بات ہے تمہارا نام تک نہ رہے گا تمہاری بُو تک نہ رہے گی باقی﴿وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾(الانعام:159)(جن لوگوں نے تفرقہ کیا اپنے دین میں دین کو متفرق کر دیا)﴿وَكَانُوْا شِيَعًا﴾(اور وہ مختلف گروہ میں تقسیم ہو گئے)﴿لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾(تم ان میں سے نہیں ہو اور تمہارا ان سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا﴾(الشوریٰ:13)(اللہ تعالیٰ نے جو شریعت نازل فرمائی ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ہمارے لئے یہ وہی دین ہے جس کی وصیت اللہ تعالیٰ نے)﴿مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا﴾(سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو کی)﴿وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ﴾(اور جو آپ پر ہم نے وحی نازل فرمائی)﴿وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ﴾(اور جو وصیت ہم نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کی)﴿وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى﴾(اور سیدنا موسیٰ اور سیدنا عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کو کی)۔ یہ پانچ اولوالعزم رسول ہیں سیدنا نوح، سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ، سیدنا عیسیٰ اور محمد مصطفی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والانبیاء ھم اُجمعین۔ پیغام کیا ہے؟﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾(یہی وصیت یہی دین کی بنیاد ہے دین کا قیام کرو)۔ دین کیسے قائم ہو سکتا ہے جب تک ہم سب مل کر ایک ساتھ اس دین پر عمل نہیں کریں گے تو دین کا قیام کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن﴿وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾(فرقے فرقے میں نہ بٹ جانا)۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا اچھا اگر اختلاف ہو بھی گیا تو تب کیا کریں ہم؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾(النساء:59)یاد رکھیں﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ﴾،﴿اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾اختلاف ہو جائے﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ ٹھیک ہے اختلاف ہو جاتا ہے اگر ہو گیا ہے اپنے اس اختلاف کو ختم کرو باقی نہ رکھو اختلاف ہو سکتا ہے ہو جاتا ہے۔ دیکھیں اختلاف کرنے میں قباحت نہیں ہے اختلاف ہو جانے کے بعد اس کو برقرار رکھنے میں قباحت ہے۔ ترازو تمہارے پاس موجود ہے اس ترازو پر تولتے جاؤ اور اس اختلاف کو دو کرتے جاؤ۔﴿ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مشہور تابعی کہ﴿ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ﴾یعنی "إلى كتاب الله"(قرآن مجید کی طرف)﴿وَالرَّسُوْلِ﴾یعنی "إلى سنة رسول صلى الله عليه وآله وسلم"(یعنی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف)۔

اب دیکھیں یہ تو قرآن مجید میں ہمیں چند پیغام ملے ہیں اب دیکھیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت للعالمین صل اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کس طرح بیان فرماتے ہیں۔ جو احادیث ہمیں ملتی ہیں ان میں بھی جو احادیث ہیں وہ تقریباً تین قسم کی ہیں (۱) اجتماع کا حکم براہ راست اور indirect طریقے سے۔ (۲) ہمیں ایسے دلائل ملتے ہیں جس میں ہمیں تفرقے سے منع کیا گیا ہے۔ (۳) اگر اختلاف ہو جائے تو ہمیں نے کرنا کیا ہے۔ لیکن ان احادیث کی نوعیت دیکھیں ذرا ان میں الفاظ دیکھیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم مجتمع ہو جائیں۔ قرآن مجید کی آیت ہے ناں ﴿وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا﴾ اب احادیث دیکھیں ہم کس طریقے سے ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں، ہر وہ راستہ جو مسلمان کو قریب کر دیتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آسانی سے فرمایا ہے اس کی طرف ترغیب دی ہے۔ اور ہر وہ راستہ جس میں دوری کا اندیشہ ہوتا ہے افتراق کا اندیشہ ہوتا ہے اس راستہ سے ہمیں منع فرمایا ہے اور اس کا سدِّ باب کیا ہے۔ اب مثال دیکھیں وہ دلائل جس میں ہمیں اجتماع کا حکم دیا گیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ" (مسلمان حقیقتاً دوسرے مسلمان کا بھائی ہے) "لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوٰى هَاهُنَا" (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جیسے تم اپنے سگے بھائی سے تعلق رکھتے ہو اس سے پیار کرتے ہو اسی طریقے سے یہ بھی تمہارا مسلمان بھائی ہے، خون کے رشتہ سے بڑھ کر یہ اسلام کا رشتہ دین کا رشتہ ہے جب یہ رشتہ تم جان لو اس کی قدر تم جان لو تو یاد رکھو پھر تم پر لازم ہے (دیکھیں ہم بے قدرے لوگ ہیں ناں اس لیے ہم سے ظلم ہو جاتا ہے))۔ اگر ہم اس رشتہ کی قدر کو جان لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَا يَظْلِمُهُ" (اس پر ظلم کبھی کر ہی نہیں سکتا مسلمان مسلمان پر ظلم کر ہی نہیں سکتا)۔ کیوں؟ کیونکہ وہ اس کا بھائی ہے۔ "وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ" (اسے مصیبت کے وقت میں اکیلا نہیں چھوڑ دیتا)۔ مخذول کہتے ہیں جس کا کوئی مددگار نہ ہو تو اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیتا کیونکہ وہ اس کا بھائی ہے کیسے چھوڑ سکتا ہے! "وَلَا يَحْقِرُهُ" (اس کو حقارت کی نظر سے بھی نہیں دیکھتا)۔

کیا یہ ہم کرتے ہیں؟ کیا ہم انصاف کرتے ہیں یا ظلم کرتے ہیں؟ یہ سوال اپنے آپ سے کریں ہم انصاف کرنے والے ہیں اپنے مسلمان بھائیوں سے یا ظلم کرنے والے ہیں؟ ہم ان کی مدد کرنے والے مصیبتوں میں یا ان کی مصیبت میں اضافہ کر رہے ہیں ان کے لیے مصیبت بن رہے ہیں؟ ہم ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا ان کی قدر و قیمت بھی ہماری نظر میں کوئی ہے؟

"التَّقْوٰى هَاهُنَا" ایک جامع بات ہے متقی پرہیزگار بن جاؤ سارے معاملات درست ہو جائیں گے "التَّقْوٰى هَاهُنَا" اور تقویٰ جو ہے "هَاهُنَا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں "وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ" (اپنے سینے کی طرف یا دل کی طرف)۔ تقویٰ زبان پر نہیں ہوتا، تقویٰ ہاتھ میں نہیں ہوتا، تقویٰ آنکھوں میں نہیں ہوتا، تقویٰ کانوں میں نہیں ہوتا، تقویٰ پاؤں میں نہیں ہوتا، تقویٰ کی اصل جگہ ہے دل "وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جانتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ڈر اس دل میں بیٹھ جاتا ہے تو پھر زبان بھی ٹھیک بولتی ہے، آنکھ بھی ٹھیک دیکھتی ہے، کان بھی ٹھیک سنتے ہیں، ہاتھ بھی ٹھیک چلتے ہیں، پاؤں بھی ٹھیک چلتے ہیں پھر نہ تو ظلم ہو گا اور نہ خذلان ہو گا اور نہ ہی حقارت ہو گی، متقی و پرہیزگار بن جاؤ سب بھائی بھائی بن

جاؤ گے۔اس رشتہ کی قدر وہ جانتے ہیں جو متقی ہیں،اسلام کی بھائی چارگی کے رشتوں کو وہ جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے،اور جو تقویٰ کا صرف دعویٰ کرتے ہیں حقیقت میں تقویٰ کو جانتے ہی نہیں ہیں کہ یہ کیا ہے وہ اس رشتے کی قدر جانتے نہیں ہیں اور آج یہی وجہ ہے کہ آج امت میں ظلم عام ہو چکا ہے۔میرے بھائی ہمارے گھر ظلم سے بچے نہیں ہیں ہم اپنے بیوی بچوں پر ظلم کرتے ہیں،گھر کے اندر عورتیں اپنے خاوند، بچوں پر ظلم کرتیں ہیں،ہمارے بچے ہم پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں ہمارے بچے ہمیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں،ہمارے بچے ہماری مدد نہیں کر تے جب ضرورت پڑتی ہے ہمیں! ہم تو بات کر رہے ہیں عام مسلمان کی"الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ"تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں جب تقویٰ کو ہم سمجھیں گے کہ تقویٰ کیا ہے،اللہ تعالیٰ کا ڈر اس دل میں بیٹھ جائے گا تب ہمیں اس رشتے کی قدر بھی ہو گی کہ یہ مسلمان عام انسان نہیں ہے یہ مسلمان ہے یہ میرا بھائی ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ"(اتنا شر کافی ہے کسی شخص کے لیے)"أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ"(اتنا شر کافی ہے کسی کے لیے کہ کسی مسلمان بھائی کو صرف حقارت کی نظر سے دیکھے)۔کہ یار یہ تو حقیر ہے اور میں بڑا ہوں یہ چھوٹا ہے میں بڑا ہو ں،میری ذات تو دیکھیں،میرا مال تو دیکھیں،میرا گھر تو دیکھیں،میری اولاد تو دیکھیں میرے نوکر چاکر تو دیکھیں،میرا اسٹیٹس تو دیکھیں،میری شہرت تو دیکھیں،اور اس کے پاس کیا ہے؟!

یہ زبان سے کہہ رہا ہے؟ نہیں زبان سے نہیں یہ اس سے زیادہ بڑھ کر شریر انسان ہے بدکار انسان ہے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ"کہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا ہی کافی ہے،کم سے کم درجہ ہے حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ بھی اس حدیث کی وعید میں شامل ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں" كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ"(ہر مسلمان کا مسلمان پر یعنی حق واجب ہے)"حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ"(حرام ہے (اچھی طرح سن لو) اس کا خون حرام ہے،اس کی عزت حرام ہے،اس کا مال بھی حرام ہے)۔کسی مسلمان کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی جان پر ہاتھ ڈالے،اس کی عزت پر ہاتھ ڈالے یا اس کے مال پر ہاتھ ڈالے۔

متفق علیہ حدیث ہے پیاری حدیث ہے یہ اس میں حکم ہے کہ ہم متحد ہو جائیں کتنی پیاری حدیث ہے! دوسری حدیث دیکھیں ذرا غور کریں،نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ"(ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک بلڈنگ"بنیان")"يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا"(ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں)۔

یہ دیوار دیکھی ہے اس میں انٹیں کیسی جڑی ہوئی ہیں ایک اینٹ نکال دیں یہ دیوار کمزور ہو جائے گی کہ نہیں؟ لیکن جب تک یہ اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں یہ دیوار مضبوط ہے تو مومن مومن کے لیے ایسا ہے جیسا کہ ایک بلڈنگ ہے ایک دیوار ہے اور یہ مومن دوسرے مومن کے لیے مضبوطی ہے۔کیا میرا یہ بھائی میرے لیے مضبوطی ہے ہم نے کبھی سوچا ہے؟ ہم نے کبھی نہیں سوچا،الا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ہم تو یہ جانتے ہیں کہ Leg-pulling کیا ہوتی ہے یہ میرے اوپر کیوں جا رہا ہے،میں اس کے آگے کیوں نہیں ہوں،میرے پاس اس سے کم کیوں ہے،میں اس سے کب آگے بڑھوں گا!

اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تم بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو یہ عجب بات ہے بھئی! تم مانگ کر تو دیکھو یہ تو امتحان ہے آزمائش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کیا کرتے ہو؟! مومن کے ساتھ تقویت ہے۔ اُن کا رشتہ جانتے ہیں کیا رشتہ ہے مومن کا مومن سے؟ مضبوط رشتہ ہے اور ایک دوسرے کی طاقت ہے مومن جو ہے۔ (یہ متفق علیہ روایت ہے)۔

تیسری حدیث دیکھیں اسی اتفاق کے تعلق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں (کیا میں تمہیں ایک تجارت کے تعلق سے نہ بتاؤں؟)۔ تجارت، یہ تجارت بھی سن لیں ذرا "أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى تِجَارَةٍ؟ قَالَ: بَلَي يارسول الله صلى الله عليه واله وسلم، قَالَ: تَسْعَى فِي إِصلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ" ((یہ تجارت دیکھیں ذرا) سعی کرو جدوجہد کرو کہ لوگوں میں صلح کرتے رہو)۔ روٹھ جاتے ہیں لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں ان کی صلح کرنے کے لیے کوشش کیا کرو ان کی صلح کرنے میں کوشاں رہو۔ "تَسْعَى فِي إِصلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا" (جب آپس میں جھگڑا ہو جائے فساد ہو جائے تو ان کی صلح کیا کرو) "وَتُقَارِبُ بَيْنَهُمْ إِذَا تَبَاعَدُوا" (اور ان کو آپس میں قریب کرو جب وہ دور ہو جائیں)۔

یہ تجارت ہے، دنیا کی یا مال کی تجارت ہے تو مال بنتا ہے ناں یہ ایسی تجارت ہے اتنا عظیم ثواب ہے کہ آپ گن گن کے تھک جائیں گے! پیسہ تو گن لیتے ہیں ناں ہم لیکن یہ جو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے آپ کو نہیں پتہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے یہ عمل کہ جب آپ دور روٹھے ہوئے مسلمان بھائیوں کی آپس میں صلح کرواتے ہیں۔ باپ بیٹا جدا ہیں آپ ان کی صلح کرواتے ہیں، بھائی بھائی سے روٹھا ہوا ہے ان کی صلح کرواتے ہیں، یہ لوگ بھی پیارے ہیں جو یہ عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت بھی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے درجے بھی بلند فرماتا ہے۔

اچھا یہ تو تھا ہمیں حکم دیا گیا کہ اجتماع اگرچہ ظاہر حکم کہاں پر ہے؟ "اجْتَمِعُوا" احادیث میں آیا ہے لیکن میں نے یہ حدیث اس لیے بیان فرمائی یہاں پر تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ صرف براہِ راست ہمیں حکم نہیں دیا گیا اجتماع کا ہمیں اس کے علاوہ دوسرے بھی الفاظ ہیں ایسے بیان کیے گئے ہیں جو ہمیں اس اجتماع کو حاصل کرنے کے لیے اور برقرار رکھنے کے لیے اور اسے مضبوط کرنے کے لیے ہمارے پاس ایک مکمل ساز و سامان موجود ہے شریعت کے اصول میں شریعت کے نصوص میں۔

دوسری قسم کے جو دلائل ہمیں ملتے ہیں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ یہ ہیں جس میں ہمیں تفرقے سے منع کیا گیا ہے۔

ذرا غور کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں معروف و مشہور حدیث کہ (یہودی اکہتّر فرقے میں بٹ گئے، نصاریٰ بہتّر فرقوں میں بٹ گئے میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی سارے کے سارے جہنم میں سوائے ایک فرقے کے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون سا فرقہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "هُمْ عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" (جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں)۔ باقی بہتّر فرقے سارے مختلف ہیں متحد ہوتے تو ایک فرقہ ہوتا ناں، تہتّر نہیں ہوتے دو فرقے ہوتے ایک جہنم میں اور ایک جنت میں لیکن یہ تہتّر فرقے ہیں اور تہتّر فرقے سارے مختلف ہیں اور سارے امتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں، بہتّر جہنم میں جا رہے ہیں اور یہ جہنم میں جانے والے بھی سارے مختلف ہیں اور ایک جنت میں جا رہا ہے فرقہ

جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ یہ شرف بخشا ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرقے کو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نام اور اپنے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام جوڑ دیا ہے اس فرقے کے ساتھ "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" تا قیامت اس فرقے کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ اس چھت کے نیچے چلتے ہیں "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي"۔

دوسری روایت میں "أَلْجَمَاعَة" کا لفظ ہے ان کا اجتماع ہے مجتمع فرقہ ہے۔ فرقہ ایک ہے لیکن اتنا مضبوط ان کا آپس میں اجتماع ہے اور وحدت ہے ان کی بنیادیں مضبوط ہیں کہ آپس میں ان کو کوئی جدا نہیں کر سکتا (هُمْ أَلْجَمَاعَة) اگرچہ کم ہوں لیکن جماعت ہیں۔ اگر کوئی بھی نہ ہوں آپ اکیلے ہیں تب آپ اکیلے جماعت ہیں یاد رکھیں ﴿إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً﴾ (النحل:120) سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام جب سب نے ان کی دعوت کو جھٹلایا اکیلے تھے اللہ تعالی فرماتے ہیں وہ اکیلا امت تھا۔

ایک انسان امت کے برابر! اگر آپ حق پر ہیں تو پریشان نہ ہونا یہ نہ دیکھنا ارے سارے غلط ہیں میں اکیلا ٹھیک کیسے ہوں؟! آپ کے پاس اگر قرآن اور سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف کی سمجھ آپ کے ساتھ آپ حق پر ہیں کسی کی طرف دیکھیں نہیں آپ اکیلے امت ہیں اس وقت آپ اکیلے جماعت ہیں اس وقت۔

علامہ البانی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں "على ما أنا عليه القرآن و السنة"۔ تہتّر فرقے سارے قرآن اور سنت پر ہیں ایک فرقہ جو ہے جو حق پر ہے جو ان فرقوں سے الگ ہوا ہے ایک بنیادی چیز سے الگ ہوا ہے اور وہ ہے "وَأَصْحَابِي" کی قید۔ "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ" بغیر "أَصْحَابِي" کے فائدہ مند نہیں ہے میرے بھائیو۔ "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ" کیا ہے؟ قرآن اور سنت ہے۔ قرآن اور سنت کافی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آج رافضی بھی قرآن اور سنت سے دلیل لے کر آتا ہے، صوفی بھی قرآن اور سنت سے دلیل لے کر آتا ہے، بریلوی ہو، دیوبندی ہو، آج کل قادیانی بھی قرآن اور سنت سے دلیل لے کر آتے ہیں! وہ بہتّر فرقے ہیں سارے فرق صرف اتنا ہے کہ جو آخری فرقہ ہے جو جنت میں جا رہا ہے یہ قرآن اور سنت کو سمجھتا تو ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ کے مطابق سمجھتا ہے اور یہی سلفیت ہے اسے کہتے ہیں سلفیت۔

سلف کہتے ہیں گزرے ہوئے اچھے لوگوں کو اور اُن کے منہج کو کہتے ہیں منہج السلفی، یہی پیغام ہے منہج سلف کا کہ قرآن اور حدیث کو سمجھنا ہے صحابہ کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانشین تابعین اور تبع التابعین بہترین تین جو گزرے ہوئے زمانے ہیں جن کی گواہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ان کی سمجھ کے مطابق ہم نے قرآن اور سنت کو سمجھنا ہے۔ اور جو باقی بہتّر فرقے ہیں انہوں نے قرآن اور حدیث کو سمجھا تو ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ کے مطابق نہیں سمجھا۔ اور دعویٰ سارے کرتے ہیں سوائے رافضیوں کے ان کو چھوڑیں جتنے بھی جو اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں سارے دعویٰ کرتے ہیں لیکن محض دعویٰ کرتے ہیں۔ آگے مثال دوں گا میں "کہ ہم اصول میں اشعری، ماتریدی ہیں اور ہم فروع میں حنفی ہیں اور طریقتاً صوفی ہیں" یہ تفرقہ نہیں تو کیا ہے؟! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سب کچھ کیوں نہیں لیا وجہ کیا ہے؟ ایک امام، امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کا عقیدہ کیوں نہیں لیا؟ ان سے منہج اور اسلوب کیوں نہیں لیا وجہ کیا ہے؟

تو یہ جو باتیں ہیں یہ وہی باتیں ہیں کہ جو بہتّر فرقے والے ہیں انہوں نے بعض نے اپنی عقل کو آگے کیا ہے عقل کی بنیاد پر تولا ہے قرآن اور سنت کو گمراہ ہوئے، بعض نے منطق پر تولا ہے وہ بھی گمراہ ہوئے، بعض نے کشف اور ذوق پر تولا ہے وہ بھی گمراہ ہوئے، بعض نے خوابوں پر تولا ہے وہ بھی گمراہ ہوئے، بعض نے اندھی تقلید کی ہے بعض نے اس دین کو قرآن اور سنت کو لوگوں سے سمجھا ہے اُن کے لیے جو لوگ کہتے ہیں علماء کہتے ہیں امام کہتے ہیں وہی دین بن جاتا ہے اور جس سے روکتے ہیں وہی دین ہے۔ دین کیا ہے؟ جو امام کہہ رہا ہے۔

یاد رکھیں ہمارے علماء ہمارے دین سے پہچانے جاتے ہیں ہمارا دین علماء سے نہیں پہچانا جاتا۔ یہ نصاریٰ کا دین ہے، یہ ہندوؤں کا دین ہے، یہ یہودیوں کا دین ہے۔ دین اسلام میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں ہم نہیں جانتے تھے کب ہم نے جانا ہے امام بخاری کو؟ جب اس نے اس دین کے ایک حصّے میں علم حدیث میں امتیازی درجہ حاصل کیا، ہم نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، آج لاکھوں کروڑوں لوگ ان پر رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ہم نے جانا ہے اس دین سے جانا ہے لیکن رافضیوں کو دیکھیں ان کے لیے دین وہی ہے جو ان کا امام کہہ رہا ہے اگرچہ قرآن کے مخالف ہو سنت کے مخالف ہو کوئی حرج نہیں ہے بس امام نے کہہ دیا وہ دین ہے، سارے بہتّر فرقے میں ہیں اور ایک ہی فرقہ ہے جو جنت میں جا رہا ہے "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ کے مطابق۔

دوسری حدیث دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "لَا تَحَاسَدُوا" منع فرمایا تفرقے سے "لَا تَحَاسَدُوا" (ایک دوسرے سے حسد نہ کیا کرو) "وَلَا تَبَاغَضُوا" (بغض بھی نہ کرو) "وَلَا تَجَسَّسُوا" (ایک دوسرے کی جاسوسی بھی نہ کرو) "وَلَاتَحَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا"۔ "لَا، لَا، لَا" یہ منع کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم متحد، متفق کیسے ہو سکتے ہیں! اگر ہم ایک دوسرے کے پیچھے لگ جائیں ہمارے سینے بغض سے بھرے ہوں حسد سے بھرے ہوں نعوذ باللہ ایک دوسرے پر تجسس کرتے رہیں ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بن سکتے ہیں؟! "عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا" بن سکتے ہیں؟! تو پہلے جب تک یہ چیزیں اپنے دل سے

نکالیں گے نہیں تو ہم قریب نہیں ہو سکتے ایک دوسرے کے۔ اور دوسری روایت میں آیا "لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا"۔ یہ متفق علیہ روایت ہے۔

تیسری حدیث سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے ترمذی نے روایت فرمایا ہے، فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک موعظہ سنایا ایسا موعظہ تھا کہ دل ہمارے ہل گئے نرم ہو گئے اور ہماری آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تو ہم نے یہ سوچا ہو سکتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری موعظہ ہو تو ہم نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں وصیت کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور یہ وصیت بھی کرتا ہوں اگر تمہارے اوپر کوئی عبد حبشی حاکم مقرر کر دیا جائے تو اس کی فرمانبرداری کرنا "اِتَّبِعْ عَبْدًا حَبَشِيًا" تم عربی قریشی ہو اگر کبھی ایسا زمانہ بھی آئے کہ اقتدار حبشیوں کے پاس چلا جائے جو تمہارے غلام ہیں ان کے پاس چلا جائے پھر بھی فرمانبرداری کرنا (دیکھیں نصیحت دیکھیں) اور جو تم میں سے زندہ رہے گا "فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ امت میں بہت اختلاف (

اختلاف نہیں)اختلافِ کثیر دیکھے گا بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا)۔تب کیا کریں حل بھی بیان فرمایا ہے کہ"فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِن بَعدِی عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ"(میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا(جب اختلاف کثیر دیکھو امت میں تو حل یہ ہے اچھی طرح سن لو میری سنت کو مظبوطی تھامے رکھنا)"عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ"ہاتھوں سے نہیں ان نوکیلے دانتوں سے)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر وہ راستہ جو افتراق کی طرف جاتا ہے اس کا سد باب کیا ہے اور جو اجتماع اور اعتصام اور بھائی چارگی کی طرف جاتا ہے اس راستے کو آسان کیا ہے اس کی طرف رغبت دی اور اس کا حکم دیا ہے، یہ قرآن وحدیث ہے۔

اب دیکھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھیں، بات تفرقے کی ہو رہی ہے اجتماع کی ہو رہی ہے اور تفرقے سے بچنے کی ہو رہی ہے جب ہم یہ بات کرتے ہیں ناں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستہ کو اپناؤ تو شیطان فوراً وسوسہ ڈال دیتا ہے یہ شبہ لے کر آتا ہے تو صحابہ کرام میں اختلاف نہیں تھا کیا وہ بھی تو مختلف تھے؟ پھر جو خود مختلف تھے ان کی ہم کس کی پیروی کریں کس کی اتباع کریں ہم؟۔

یاد رکھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم أجمعین میں یہ اختلاف ضرور تھا اختلاف تھا لیکن یہ اختلاف کیسا تھا اس کی نوعیت کیا تھی اور اس کا اثر کیا تھا کبھی غور کیا ہے!

اختلاف کی دو قسمیں ہیں، ایک ہے اختلافِ بعید(تضاد کا اختلاف)یہ حرام ہے یہ حلال ہے، یہ جائز ہے نا جائز ہے یہ حق ہے یہ باطل ہے یہ اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیچ میں نہ تھا یہ اختلافِ بعید ہے۔

دوسرا ہے اختلافِ قریب(قریب کا اختلاف)واجب ہے یا سنت ہے، مکروہ ہے یا حرام ہے اور یہ فقہی مسائل میں عقیدے کے مسائل میں اختلاف تھا ہی نہیں، اصولی مسائل میں اختلاف تھا ہی نہیں، صحابہ کرام کا جو اختلاف تھا اس کی نوعیت یہ تھی کہ اصول میں تو تھا ہی نہیں، عقیدے کے اصول میں ہرگز نہ تھا چاہے چھوٹے سے چھوٹا صحابی ہو یا بڑے سے بڑا صحابی ہو، چاہے عالم ہو یا چاہے اعرابی ہو کیونکہ اعرابی تو تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ۔مثال دیکھیں آپ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چھوٹی صحابیہ، لونڈی جاریہ دس سال سے کم عمر سوال کرتے ہیں"أَيْنَ اللهُ؟"وہ جاریہ کم سن صحابیہ جو ہیں وہ آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتی ہیں عرض کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے"فِي السَّمَاءِ"(آسمان پر)۔اب یہ لونڈی کسی صحابی کی لونڈی تھی سیدنا معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ کی وہی لے کر آئے تھے کیوں کہ آزاد کرنا چاہتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس لے کر آؤ اس سے امتحان لیتے ہیں مومن ہے کہ نہیں۔"أَيْنَ اللهُ؟"کہتی ہیں"فِي السَّمَاءِ"،"من أنا؟أَنْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهِ عَلَيهِ وَسَلَّمَ"۔یہ جاریہ ہے صحابی سامنے کھڑا ہے اس کی خاموشی بھی اقرار ہے کہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے سچ کہہ رہی ہے اور سب سے بڑھ کر بڑی بات جو ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "أَعتِقهَا فَإِنَّهَا مُؤمِنَة"(اسے آزاد کر دو یہ مومن ہے)۔

یہی ایمان کی بڑی نشانی ہے، اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے ہر جگہ موجود نہیں ہے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالی عرش پر ہے اور یاد رکھیں "ہر جگہ موجود ہے" یہ ایمان کی نشانی نہیں ہے یہ ایمان کی ضد تو ہو سکتا ہے ایمان نہیں ہو سکتا اس لیے وحدۃ الوجود کا عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہیں چاہے چھوٹے سے چھوٹا صحابی کیوں نہ ہو یہ آپ دیکھیں دس سال سے کم عمر صحابیہ ہے لونڈی ہے اور عقیدہ دیکھیں کہ اللہ تعالی کہاں ہے ؟ عرش پر مستوی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں ان سے سوال کیا کلمہ سناؤ تمہیں کلمہ آتا ہے کہ نہیں ؟ مسلمان ہے کہ نہیں کلمہ سنتے ہیں ناں مسلمان کو کلمہ آتا ہے۔ دیکھیں کلمہ کی باریک بینی صرف کلمہ زبان سے پڑھنا کافی نہیں ہے کیا سمجھا ہے کہ سمجھا نہیں ہے اور کلمہ توحید کے لوازمات میں سے ہے صحیح عقیدہ اور صحیح عقیدے میں سے ایک شق ہے اللہ تعالی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے اللہ تعالی کی صفت ہے" صفة الإستواء والعلو"۔ توحید أسماء والصفات لا الہ الا اللہ میں شامل ہے یعنی توحید أسماء والصفات پر ایمان جس کا نہیں ہے یا ناقص ایمان ہے تو اسے کلمہ توحید پر ناقص ایمان ہے۔

"أَعتِقهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَة" اعرابی صحابی بدو صحابی ہیں سیدنا معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ، کوئی روکا ٹوکا نہیں کیونکہ پہلے مار کر آئے تھے ناں اس لیے تو وہ آزاد کرنا چاہتے تھے اب ان کی خاموشی دلیل ہے کہ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے اور سب سے بڑھ بات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے بعد کس کا فرمان حق ہو سکتا ہے۔

"أَعتِقهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَة" کیونکہ: پتہ ہے عجب مجھے کہاں پر ہوتا ہے ؟ بڑی پگڑی والے بیٹھے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے ! بھئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے اس لونڈی کے تعلق سے جس نے کہا اللہ تعالی آسمان پر ہے کہ وہ مومنہ ہے اور "ہر جگہ موجود ہے" اس کی ضد ہے۔ کہتے ہیں "نہیں ! جب ہم کہتے ہیں اللہ تعالی آسمان پر ہے تو اس کی سمت لازم آتی ہے"۔ شرم نہیں آتی ایسی بات کہتے ہوئے ! سمت لازم ہوتی تو کیا تم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ دین سمجھنے، جاننے والے ہو ؟ ! ہمارا نبی کون ہے ؟ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی کا فضل وکرم ہے ہمارے اوپر کہ ہمیں کسی پگڑی والے کے حوالے نہیں کیا اللہ تعالی نے ہمیں اپنی شریعت کے حوالے کیا ہے" قال الله و قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو اختلاف تھا اس کی نوعیت دیکھیں، اس کی مثال دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بڑا مشہور قصّہ ہے بنی قریظہ کا "لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌمِنكُمُ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ"۔ صحیح بخاری میں متفق علیہ حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے، الا یہ کہ بنی قریظہ میں)۔ تو صحابہ کرام جو ہیں دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے بعض صحابہ نے عصر کی نماز بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے راستے میں پڑھ لی اور دوسرے گروہ نے عصر کی نماز عصر کا وقت نکلنے کے بعد بنی قریظہ میں جا کر پڑھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی کسی کو برا بھلا نہیں کہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں کوئی جھگڑا بھی نہیں کیا یہ نہیں کہا کہ نہیں ! ہم حق پر ہیں، اُنہوں نے کہا ہم حق پر ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں، ٹھیک ہے آپ لوگوں نے عمل کیا ہے اور ہم لوگوں نے بھی عمل کیا ہے۔ اتفاق کس چیز پر تھا ؟ کہ عصر کی نماز پڑھنی ہے۔ تو اب کوئی ایسا صحابی تھا کہ جس نے نماز پڑھی نہیں سرے سے ؟ سب نے نماز پڑھی ہے ناں۔

اچھا اس نص کو دیکھیں ذرا اس پر دونوں مفہوم موجود ہیں یا نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص نماز عصر کی نہ پڑھے، الا کہ بنی قریظہ میں ؟ پہلا مفہوم یہ ہے کہ نماز نہ پڑھو صرف بنی قریظہ میں جا کر پڑھنا یہ ظاہر ہے حدیث کا، اور اگر دوسرے نصوص کو سامنے رکھتے ہیں کہ نماز وقت پر پڑھی جاتی

ہے فرض ہے ﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا﴾ (النساء:103) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً بھی اس کی ترغیب دی ہے کہ "اَلصَّلَاةُ فِي وَقْتِهَا"۔ سب سے بہترین عمل کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرماتے ہیں "اَلصَّلَاةُ فِي وَقْتِهَا" (نماز کو پہلے وقت میں پڑھنا اپنے وقت میں پڑھنا)۔

تو دونوں صحابہ کا عمل جو ہے صحیح ہے کہ نہیں؟ حدیث جو ہے اس حدیث میں اس نص میں دونوں کی بات موجود ہے کہ نہیں؟ دونوں کا مفہوم موجود ہے۔ اختلاف ہے؟ یہ اختلافِ قریب ہے۔ اختلاف بعید کب ہوتا؟ اگر دونوں آپس میں اختلاف اس انداز سے کرتے کہ نص کے اندر وہ مفہوم ہوتا ہی نہیں یعنی ادھوری حدیث اگر پڑھ لیں آپ "لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌمِنكُمُ الْعَصْرَ" بس (تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز پڑھے ہی نہیں)، اگر صحابی میں سے کسی نے ایسا عمل کیا کہ اس نے نماز پڑھی ہی نہیں تب تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو بڑا اختلاف تھا صحابہ کرام تو بڑے متفرق اور مختلفین تھے دیکھیں فلاں صحابی نے تو نماز پڑھی ہی نہیں سرے سے ہی نہیں پڑھی۔ نہیں، پڑھی سب نے ہے۔

دوسری طرف دیکھیں "إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ" اگر کوئی شخص یہ سوچ ارے نماز فرض عصر کی جو ہے وہ تو تھی لیکن جب سے حدیث آئی اگر پڑھنی عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر پڑھو ورنہ نہ پڑھو عصر کی نماز ہے ہی نہیں "إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ" آدھی احادیث پر عمل کرنا، ایسا بھی ہمیں کوئی نہیں ملا نہ صحابہ میں سے نہ سلف میں سے کیونکہ یہ مفہوم ہے ہی نہیں حدیث کے اندر۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عصر کی نماز پڑھنی ہے بنی قریظہ میں جا کر پڑھو یا راستے میں پڑھو پڑھو ضرور لیکن جلدی سے کرو، جہاد کی تیاری بنی قریظہ میں کرو جلدی کرو اور یہ مفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہے اور یہی ان کا جو آپس میں اختلاف تھا اس کی یہ نوعیت تھی۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کیونکہ مخالفین جو ہیں وہ جب اختلاف کی بات کرتے ہیں تو بعض یہ روایات لے کر آتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں یہ روایت یہ حدیث ہے "اِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ" (میری امت میں اختلاف رحمت ہے)۔ یا دوسری حدیث وہ بیان کرتے ہیں "أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ" علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو پہلی حدیث ہے "اِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ" یہ حدیث نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہیں ہے یہ ضعیف ہے، واھی ہے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ علامہ سبکی رحمہا اللہ فرماتے ہیں اس کی کوئی سند ہی نہیں ہے نہ صحیح نہ ضعیف نہ موضوع ہے بغیر سند کے بات بیان کی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ اور جو دوسری ہے "أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ" والی فرماتے ہیں "موضوع" یہ موضوع ہے من گھڑت حدیث ہے۔

اور پھر ان عقلاء سے ذرا یہ سوال تو کریں کہ اگر امت میں اختلاف رحمت ہے تو پھر اتفاق زحمت ہوا ناں! یہ ابھی جتنی بھی آیات اور احادیث پڑھی ہیں جس میں اجتماع کا حکم دیا جا رہا ہے اور تفرقے سے منع کیا جا رہا ہے تو پھر یہ ساری کی ساری بے فائدہ ہیں، جب امت میں اختلاف رحمت کا باعث ہے رحمت ہے تو پھر اجتماع تو زحمت ہوا ناں! تو حدیث بھی موضوع ہے ضعیف ہے اور شریعت کے اصول بھی اسے قبول نہیں کرتے۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ "اختلاف الصحابة" ہاں اختلاف صحابہ ہوا ہے آپس میں لیکن اس کے سبب اور اثر میں فرق ہے صحابہ کرام کا اختلاف ضرورت کی بنیاد پر تھا ایک طبعی اختلاف تھا سمجھ کی بنیاد پر کہ

کس روایت کو نص کو کیسے سمجھا ہے انہوں نے اختیار نہیں کیا کہ ہم نے یہ اختلاف کرنا ہے اختلاف ہو گیا،اور فرماتے ہیں کہ دوسرے بھی ایسے امور تھے جو ان کے زمانے میں تھے جو بعد میں آہستہ آہستہ ختم ہوئے۔

اور اختلاف کا اثر دیکھیں! علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اگرچہ ان کا فروعی مسائل میں اختلاف ہوا(اصولی میں نہیں یاد رکھیں) لیکن وہ ایک دوسرے کے ساتھ تھے ایک دوسرے کے ساتھ نماز بھی پڑھتے تھے،ایک دوسرے کے ساتھ اٹھتے بھی تھے بیٹھتے بھی تھے اور دیکھنے والے کو محسوس نہیں ہوتا تھا کہ ان میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں ہے۔وجہ کیا ہے؟ ''اَلتَّقْوٰی هَاهُنَا'' اصل بنیاد ان کے پاس تھی تقویٰ وہ اختلاف بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کرتے تھے مجتہد تھے سمجھنے والے تھے،ایک نے یوں سمجھا دوسرے نے یوں سمجھا لیکن عمل سب نے کیا اور مل کر کیا۔

ہمارا اختلاف دیکھیں جو آج کل کے دور میں ہے کلمہ توحید کے معنی مختلف ہیں،کوئی کہتا ہے لاالہ کا معنی ہے ''لا حاکم اِلا اللہ''،کوئی کہتا ہے ''لا خالق،لا رازق اِلا اللہ'' کوئی کہتا ہے ''لا معبود اِلا اللہ'' کوئی کہتا ہے ''لا معبود بحق اِلا اللہ''۔کلمے میں اختلاف تو ہوا ناں! بعض کہتے ہیں کہ ایک ہی تو معنی ہے۔نہیں! ایک معنی نہیں ہے کہاں پر ایک معنی ہے ایک معنی ہوتا تو اتفاق ہوتا اختلاف نہ ہوتا۔توحید کی قسموں میں ہمارا اختلاف ہے، شرک کے معنی میں اختلاف ہے،شرک کی اقسام میں اختلاف ہے۔

قرآن مجید کی صداقت میں دیکھیں رافضی کہتے ہیں کہ یہ قرآن سچا نہیں ہے۔مسلمان بھی کہتے ہیں اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''قرآن مجید جو ہے یہ ہم نہیں مانتے یہ مصحف حفصہ ہے اصل مصحف مصحفِ فاطمہ ہے اور وہ امام مہدی کے پاس ہے غار کے اندر اور اس قرآن سے (اصولِ کافی میں ہے) جو تمہارے پاس موجود ہے تین گنا زیادہ ہے اور وہ اس کے اندر ایک حرف بھی اس قرآن کا نہیں ہے''۔ایک حرف بھی! اختلاف ہوا کہ نہ ہوا؟!

یاد رکھیں رافضی ہوں،بریلوی ہوں دیوبندی ہوں وہ ہمارے کھاتے میں ہیں۔مسلمان کہا جاتا ہے ناں سب،آپ جب باہر ملک جاتے ہیں امریکہ،یورپ میں جہاں پر بھی جاتے ہیں وہ آپ کو دیکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے وہ یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ یہ بریلوی ہے،دیوبندی ہے ،رافضی ہے کون ہے تو ہمارے کھاتے میں ہیں سارے یاد رکھیں اور آج امت میں یہ جو ذلت اور رسوائی عام ہے یہی وجہ ہے کہ شرک،بدعات اور خرافات عام ہیں اور ان ہی کی وجہ سے ہم سب ڈوبے ہوئے ہیں،اِلا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔اسی طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت رسالت پر قادیانیوں نے اختلاف کیا پھر اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں!

یہ بنیادی باتیں ہیں میں یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کہتے ہیں صحابہ کرام نے بھی تو اختلاف کیا تھا ہم بھی تو اختلاف کرتے ہیں کیا فرق ہے؟ زمین وآسمان کا فرق ہے کیسے فرق نہیں ہے؟! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی نوعیت بھی اور تھی اور اثر بھی کچھ اور تھا،ہمارا اختلاف آج دیکھیں کس نوعیت کا ہے بنیاد کیا ہے اور پھر اس کا اثر دیکھیں!

اُمہات المؤمنین کی عفت پر نعوذ باللہ یہ اختلاف ہے رافضی آج تک بھی نعوذ باللہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زانیہ ہیں نعوذ باللہ،یہ اختلاف ہے کہ نہیں ہے؟ اختلاف ہے اور امت میں اختلاف ہے۔

اسی طریقے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امامت میں ان کی صحبت میں اختلاف ہے بلکہ وہ مومن ہے کہ نہیں مومن ہے کہ کافر ہے عجب بات دیکھیں آپ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کون ہے اس امت میں! انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد اس روئے زمین پر کسی نے اگر کوئی مبارک قدم رکھا ہے کوئی بہترین لوگ آئے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ہر نبی کے صحابی اپنی امت میں سب سے افضل تھے۔

اور علامہ ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں یہودیوں سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد تم میں سے کون سے لوگ سب سے اچھے تمہاری امت میں ہوئے؟ یہودیوں نے کہا ہمارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے صحابہ، نصاریٰ سے پوچھا گیا کہ تمہارے نبی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد وہ کون سے لوگ ہیں جو تمہاری امت میں سب سے افضل ہیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے صحابہ، رافضیوں سے پوچھا گیا تمہاری امت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون ہیں بدترین لوگ؟ انہوں نے کہا صحابہ ہیں۔ دیکھیں عجب بات دیکھیں کہ جس چیز کا اقرار یہود و نصاریٰ نے کیا اس چیز کا انکار ان لوگوں نے کیا! پھر یہ کہا جاتا ہے کہ نہیں، متفق ہو جائیں بعد کے معاملے ہیں دشمن کافر دروازے پر ہے ان سے صلح کر لیں، ارے یہ گالی دیتے ہیں اپنے گھر میں دیتے رہیں کیا فرق پڑتا ہے!

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتے ہیں دینے دو اپنے گھر میں دیں!'' اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کامیابی دے گا؟! ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے غضب کے لائق ہے یہ قوم اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم ذلیل ہیں۔

تقدیر کے معاملے میں اختلاف ہے، معتزلہ نے اختلاف کیا قدریوں نے اختلاف کیا، عقل منطق علم کلام کے تعلق سے ہمارا اختلاف ہے کہ یہ مقدم کیا ہے عقل ہے یا نقل ہے؟ ذوق، وجد اور کشف دین ہے کہ نہیں ہے؟ اس پر اختلاف ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، دجال کے نکلنے میں اختلاف ہے۔ جماعت المسلمین ایک نئی جماعت نکلی ہے کہتے ہیں نہیں نہ تو دجال نکلے گا اور نہ ہی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے۔ عجب بات ہے! یہ اختلاف ہے۔

تکفیر کے معاملے میں اختلاف ہے، حکمران کی فرمانبرداری جو اصل ہے عقیدے کے اصول میں سے اس میں اختلاف ہے، ''الولاء والبراء'' دوستی اور دشمنی کے بارے میں اختلاف ہے، وعد و وعید کی آیات اور نصوص کے معاملے میں اختلاف ہے، بدعت کے مفہوم میں اختلاف ہے، کراماتِ اؤلیاء اور ولایت کے مفہوم میں اختلاف ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف دعوتِ دین دینے میں اختلاف ہے، جہاد کے مفہوم میں اختلاف ہے، بیعت کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ کتنے اور گنوں میں! یہ سارا اختلاف آج امت میں موجود ہے اور ان میں سے جتنے بھی میں نے ذکر کیے ہیں اکثر جو مسائل ہیں وہ سب عقیدے کے تعلق سے ہیں اور پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ ہمارا اختلاف ہے ہی نہیں ہم سب خیر میں ہیں الحمد للہ!

ایک اور گواہی بھی میں آپ کو سنادوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''لقيت أكثر من ألف رجل'' ((ذرا غور سے سنیں) میں ایک ہزار سے زیادہ لوگوں سے ملا ہوں)'' من أهل العلم'' (علماء میں سے (عوام میں سے نہیں))'' أهل الحجاز، ومكة، والمدينة، والكوفة والبصرة، وواسط، وبغداد، والشام، ومصر، لقيتهم كرَّات، قرنًا بعد قرن، ثم قرنًا بعد قرن'' (ایک مرتبہ نہیں ملاقات کی بار بار ملاقات کی ہے اور مختلف زمانوں میں اور مختلف اوقات میں ملاقات کی ہے)'' أدركتهم وهم متوافرون'' (میں نے ان کو

پایا ہے بہت وافر تعداد میں تھے)''منذ أكثر من ست وأربعين سنة''(چھیالیس سال سے زیادہ ان سے ملتا رہا میں)۔یعنی چھیالیس کے پورے عرصے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ سفر کرتے رہے اور ان علماء سے ملتے رہے ان مختلف جگہوں پر یعنی اسلام اس وقت یہاں تک پھیلا ہوا تھا کوئی جگہ نہیں چھوڑی انہوں نے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ملینیئر (millionaire) تھے اور سارے کا سارا جوان کا مال تھا وہ اس علم کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر دیا۔فرماتے ہیں''فما رأيت واحدا منهم''(تو میں نے کبھی بھی ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا)''يختلف في هذه الأشياء''(کہ ان چیزوں میں ان کا اختلاف ہو)۔پھر اپنے عقیدے کو بیان کیا اور ان اصولوں کو بیان کیا۔

میں امام بخاری کے عقیدے کی شرح کروں گا جو ان کا عقیدہ ہے ان شاءاللہ لیکن آپ دیکھیں وہ کون سے مسائل ہیں جن میں اس بہترین زمانے میں امام بخاری کے زمانے میں لوگ جو تھے وہ ان مسائل میں ان کا اختلاف تھا ہی نہیں اور سارے کے سارے اصول عقیدے کے اصول ہیں اور ان میں فروعی مسائل کا ذکر ہی نہیں ہے۔فروعی مسائل میں اختلاف ہوتا رہتا ہے نصوص کے فہم کی وجہ سے لیکن جو عقیدے کے اصول ہیں ان میں اختلاف نہیں تھا۔تو سلف کا اختلاف جو ہے وہ ان مسائل میں تھا جن میں اختلاف کی گنجائش ہے عقیدے کے اصول میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہے اس لیے میں بار بار کہتا ہوں اپنا عقیدہ درست کر لیں۔

ایک شخص تبلیغی جماعت میں سے (ایک بزرگ) آیا اور ان کے پاس کچھ پوائنٹ تھے گیارہ پوائنٹس تھے تقریباً وہ سارے فروعی مسائل تھے''کہ یہاں پر اس چیز کی کمی ہے، اس چیز کی کمی ہے اشراق کے وقت میں لوگ جب سورج نکل رہا ہوتا ہے اس وقت نماز پڑھتے ہیں غلط وقت لکھا ہوا ہے اس کو درست کرنا چاہیے، وقت نہی میں تم لوگ نماز پڑھتے ہو یہ غلط ہے اس وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے''۔میں نے اس کے گیارہ پوائنٹس دیکھے میں نے کہا کہیں پر تو اللہ کرے ایک عقیدے کا پوائنٹ تو مل جائے واللہ بھائی! ایک بھی پوائنٹ نہیں تھا عقیدے کا، ایک بھی! میں نے پوچھا بھئی اس میں عقیدہ کہاں ہے؟''نہیں، وہ بات بھی ہے وہ بھی ٹھیک ہے''۔وہ بھی ٹھیک کیسے ہے اگر ٹھیک ہوتی تو آپ لکھتے میرے بھائی! آپ کے نزدیک جو اہمیت رکھتی ہیں باتیں وہی لکھی ہیں آپ نے عجب بات ہے ایک بھی عقیدے کا پوائنٹ نہیں ہے! کیوں بھئی ہمارا عقیدہ؟! کہتا ہے''عقیدہ تو ٹھیک ہے عقیدے میں کیا مشکل ہے؟''۔میں نے کہا کس نے کہا عقیدہ ٹھیک ہے؟! آج مسلمانوں کا بعض مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! وحدۃالوجود عام نہیں ہے؟! کہتا ہے''میں تو نہیں کہتا ہوں''۔آپ کہیں نہ کہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے امت میں یہ عقیدہ عام ہے کہ نہیں؟! اور آپ کو چالیس سال ہوئے ہیں تبلیغی جماعت کے ساتھ آپ نے ایک مرتبہ ایک وقت میں بھی ایک جگہ پر بھی اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کر لوگوں کو یہ سبق دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ہے! آپ کا عقیدہ ہے آپ سمجھتے ہیں کہ حق ہے اور وہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے باطل عقیدہ ہے ایک مرتبہ آپ نے کھڑے ہو کر یہ بیان فرمایا؟! کہتے ہیں''نہیں اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی''۔واللہ میرے بھائی عجب بات ہے! چالیس سال جماعت کے ساتھ رہیں تیس، چالیس سالوں میں آپ کو ایک بار بھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ضرورت کب محسوس ہو گی مرنے کے بعد؟!

عجب بات ہے! پتہ ہے کیا ہے کسی چیز کی اہمیت کیسے معلوم ہوتی ہے؟ جب آپ اس کی اہمیت کو جانتے ہیں میرے بھائیو آپ کے نزدیک جو چیز اہمیت رکھتی ہے ناں وہ آپ کی priorities میں ہوتی ہے سب سے پہلے 4،3،2،1 اس طریقے سے عقیدے کے مسائل کا بارہواں پوائنٹ

بھی نہیں تھا تیر ہواں بھی نہیں تھا آخر کب ؟! کہتے ہیں جیسا کہ ان کا عام ہے ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہتے ہیں "کہ آپ آجائیں ہمارے ساتھ آپ بات کریں"۔ میں نے کہا آپ نے چالیس سال میں بات ایک مرتبہ بھی نہیں کی اور آپ کو کرنی بھی نہیں تھی مجھے کرنے دیں گے ؟! کہتے ہیں "یہ بدگمانی ہے"۔ میں نے کہا بدگمانی کیسے ہے یہ آپ کو چالیس سال ضرورت محسوس نہیں ہوئی میں بات کرنے کے لیے تیار ہوں مجھے بات کر نے دیں گے! بات تو یہ ہوتی ہے جو آپ کے ہاتھ میں ہے یہ کتاب آپ نے کھول کر پڑھنی ہے اور میں نے اس میں سے ایک، دو قصے سنائے جن میں شرک تھا شرک موجود تھا واللہ! کہتے ہیں "ایک، دو قصے سے کیا ہوتا ہے پوری کتاب خراب ہو جاتی ہے کیا؟!"۔ میرے بھائی ایک دو قصہ ہے کیوں شرک کیوں ہے وجہ کیا ہے؟! ان کو پاک کر دیں قصے نکال دیں! ٹھیک ہے معصوم نہیں ہیں جنہوں نے یہ کتاب لکھی ہے لیکن آپ تو اس کو ٹھیک کر سکتے ہیں چلو چھوڑو وہ وفات پاچکا ہے وہ جانے اس کا ربّ جانے آپ زندہ ہیں آپ اس کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ نہیں!

بہر حال تو اختلاف ان مسائل میں جن میں اختلاف کی گنجائش ہے اختلاف ہے اور اختلاف رہے گا اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہے قرآن اور سنت ہمارے پاس موجود ہے صحابہ کرام، سلف کا راستہ موجود ہے آج ہمیں چاہیے کہ جس پر اتفاق صحابہ کرام کا تھا ہمارا اتفاق اس چیز پر تو ہو جائے نا، ہمارا عقیدہ تو درست ہو جائے باقی جو بعد کے مسائل ہیں بعد میں دیکھا جاسکتا ہے قرآن اور سنت کی روشنی میں ان کو تولا جاسکتا ہے لیکن اصل بنیاد عقیدہ ہے۔

بعض لوگ بہت سختی کرتے ہیں کہتے ہیں "نہیں جی دیکھیں سیدھی سی بات ہے ہم تو یہ جانتے ہیں کہ قرآن اور سنت ہے بس جو کچھ قرآن اور سنت میں ہے اس پر عمل کرنا ہے"۔ ہم نے کب کہا ہے کہ یہ بات غلط ہے بالکل ٹھیک ہے لیکن معاملہ یہ ہے قرآن اور سنت پر عمل کیسے کریں گے آپ ہم سمجھیں گے تو عمل کریں گے ناں سمجھنے کا آپ کے پاس کیا منہج ہے آپ سمجھیں گے کیسے ؟اور یاد رکھیں یہ عام بات نہیں ہے، خوارج نکلے، معتزلی ،رافضی، اشعری ،ماتریدی، قادیانی، جتنے بھی گروہ نکلتے جا رہے ہیں یہ سارے کے سارے ان میں ایک بگاڑ ہے جو کامن (Common) ہے سب میں جو سب میں یکساں ہے وہ ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ کے مطابق سمجھا نہیں ہے۔اُن کو یہ دھوکا دیا گیا ہے کہ "ارے اختلاف تو صحابہ کرام کے بیچ میں بھی تھا تو پھر ہم کیسے متحد ہو سکتے ہیں جب صحابہ کرام کا اختلاف تھا پھر کس صحابی کا آپ سنو گے ؟!"۔

میرے بھائی عقیدے کے مسائل میں نہیں تھا اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جو اختلاف ہو اتھا ان کے زمانے میں اس کی نوعیت اور تھی اور وہ اس اختلاف کی وجہ تھی وجوہات تھیں اور اس اختلاف کے باوجود دیکھیں میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کو سینے سے لگا رہے ہیں، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہما جنگ جمل سے پہلے آپس میں ایک دوسرے کو سینے سے لگایا، بیٹھے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث سنی سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما نے اللہ کی قسم میدانِ جنگ چھوڑ دیا، ایک حدیث بس! سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا آپ یہ حدیث نہیں سنی کہ اے عمار! تجھے فرقۂ باغیہ قتل کرے گا باغی گروہ قتل کرے گا؟ سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (ان سے الگ الگ ملاقات ہوئی) یہ حدیث تو میں نے سنی تھی لیکن سبحان اللہ میرے ذہن سے نکل گئی تھی مجھے یاد بھی نہیں تھی،اور میدانِ جنگ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔اور اتفاق ہوا تھا کہ جنگ نہیں ہو گی۔

پتہ ہے آپ کو کہ جنگ جمل کیسے ہوئی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں چاہا، جب رات کو اتفاق ہو گیا کہ جنگ نہیں ہو گی اور وہ واپس صبح صبح چلے جائیں گے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جو قاتل تھے ان کی بدترین رات تھی زندگی کی کہ اگر یہ جنگ نہ ہوئی ان کی آپس میں تو پھر ہماری بقاء ناممکن ہے یہ سب مل کر ہمارا خاتمہ کریں گے، تو وہ رات کو چھپ کر گئے سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کا جو گروہ تھا ان کے بعض لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض دوسری طرف گئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ کی طرف گئے اور وہاں سے قتل کرنا شروع کیا اور وہاں سے آواز نکلی کہ اُنہوں نے ہم سے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے) ہم سے غداری کی، اُدھر وہاں سے آواز نکلی کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے غداری کی، بس یہ پتہ چلا کہ آپس میں جنگ شروع ہو گئی۔ دیکھیں تو صحیح ذرا! ان اختلاف میں جہاں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھی جانتے ہیں کتنے صحابی شامل تھے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے کتنے صحابی تھے؟ ایک لاکھ سے زیادہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق کا زمانہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا زمانہ کتنے صحابہ بچے ہوں گے معروف ہزاروں کی تعداد تو ہو گی ناں! جنگ جمل اور جنگ صفین کے موقع پر جن صحابہ نے ان جنگوں میں شمولیت کی ہے اور اس اختلاف میں انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھائی ہے اگرچہ سب حق پر تھے، مجتہد تھے اور سب حق پر تھے جانتے ہیں تعداد کتنی تھی؟ ہزاروں میں سے کتنی تھی؟ میرے بھائی عجب ہے تیس بس! تیس صحابی تھے ہزاروں میں سے تیس، باقی ان سب نے اعتزال کر لیا۔

آج کہا جاتا ہے ہمیں یوں دکھایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب مختلف تھے جیسے نعوذ باللہ جانی دشمن تھے ایک دوسرے کے؟! مختلف تھے کیا مختلف تھے؟! اور جن تیس نے اس جنگ میں شمولیت کی ہے وہ علم کی بنیاد پر کی ہے ان کے پاس حق تھا چھوڑ نہیں سکتے تھے اور جنہوں نے اعتزال کیا چھوڑ دیا وہ بھی حق پر تھے اس لیے لوگوں کو دھوکا نہ دیں۔ ہمارے سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا ان کا اختلاف اصول میں نہ تھا فروع میں تھا اور اس فروع میں جو اختلاف تھا اس کی وجہ سے وہ آپس میں دور نہ ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔

نصوص کافی ہیں میرے پاس وقت نہیں کہ آپ کو میں چند مثالیں بیان کرتا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں جو بھی اختلاف تھا فروعی مسائل میں اس اختلاف کی وجہ سے ان کا آپس میں نہ تفرقہ ہوا نہ دوستی دشمنی کی بنیاد بنی، اور نہ ہی وہ آپس میں دور ہوئے اور نہ ہی دیکھنے والوں کو معلوم ہوا ان کا آپس میں کوئی اختلاف ہے کہ نہیں۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حالت آج کے دور میں یہاں تک پہنچی ہے کہ دین کے اصول میں جو افتراق ہے فروع میں وہی علم فقہ بن گیا ہے، جو لوگ کہتے ہیں "اِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ"، "أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ" یہ علماء ہیں عجب بات دیکھیں ناں دین کے اصولوں میں اختلاف ہے!" ارے کوئی حرج نہیں یہ وسعت ہے دین میں"۔ یہ کیسا وسیع دین ہے بھئی جو کلمہ توحید پر متفق نہیں ہو سکتے کون سی وسعت ہے یہ؟!

"وصار الأمر بالاجتماع في الدين لا يقول به إلا زنديق أو مجنون" اور جو لوگ بلاتے ہیں ناں کہ متحد ہو جاؤ اصول عقیدہ پر متحد ہو جاؤ کیا ہو گیا ہے امت کو؟! کہتے ہیں "یہ تو زندیق ہے یعنی بے دین ہے یا پاگل ہے"۔ عجب بات ہے جو نصوصِ شریعت پر عمل کرتے ہیں وہ تو یا زندیق ہیں یا پاگل ہیں اور جو ان کے خلاف عمل کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک بڑے علماء بن چکے ہیں امت کے!

علمانے مثال دی ہے یہ بات خیالی نہیں ہے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ کے زمانے میں اس زمانے میں بھی یہ بات معروف اور مشہور تھی اس کے بعد میں بھی اور آج دور میں بھی دیکھ لیں آپ یعنی شیخ علامہ سہانپوری صاحب ان کی مشہور کتاب ہے المهند علی المفند عقائد علماء دیوبند میں وہ فرماتے ہیں کہ ''ہم فروع میں تقلید کرتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کی اور اصول میں ہم اتباع کرتے ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کی،اور طریقتاً ہم صوفی ہیں''۔تو یہ افتراق فی الدین ہے کہ نہیں؟یعنی دین کو حصے بنا دیا کہ نہیں؟ایک حصہ ہم نے لینا ہے فلاں امام سے،دوسرا حصہ ہم نے لینا ہے فلاں سے،تیسرا حصہ لینا ہے فلاں سے۔اور کہا جاتا ہے یہی بڑے علماء ہیں ان جیسا کون ہے امت میں۔

ارے تھوڑا سا اس بات کو عقل پر تو تولیں اللہ نے تمہیں سمجھ دی ہے عقل دی ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس بات سے امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ جو آپ کا امام اعظم ہے کتنی گستاخی ہے ان کی شان میں آپ یوں اپنی حالت سے اپنے عمل سے کہہ رہے ہیں کہ ''امام صاحب کے عقیدے سے بچنا ٹھیک عقیدہ نہیں تھا اُن کا،عقیدہ لینا ہے تو اشعری،ماتریدی بن جاؤ اور اپنے اخلاق اور سلوک اگر بہتر کرنا ہے تو صوفی بن جاؤ''۔تو حنفی پھر کیا ہیں؟''نہیں فروعی میں حنفی رہو امام صاحب کے فروع بڑے اچھے تھے''۔یہ عجب بات ہے کہ نہیں؟!

اس لیے امام صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں''العجب العجاب''حیران کن باتیں آپ کو سننے کو ملیں گی اور ایسے لوگ ایسی حیران کن باتیں کرتے ہیں۔واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش(حفظہ اللہ)کے آڈیو درس 03:دین کے چھ بنیادی اصول-دوسرا اصول سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio